مدینۃ المسیح

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مزید رخصت لیکر دارالامان تشریف لے آئے ہیں۔

عزیز مکرم میاں عبد السلام صاحب خلف حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور بعض اور اصحاب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ملاقات کیلئے بمبئی تشریف لے گئے ہیں۔

جناب قاضی اکمل صاحب واپس تشریف لے آئے ہیں۔

ایڈیٹر الفضل اور جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق امرتسر شہادت دیکر واپس آ گئے ہیں۔ جہاں صرف خواجہ حسن نظامی صاحب کی پوزیشن اور اخبار شیطان کے رویہ کے متعلق شہادت لی گئی۔

غیر احمدیوں کے جلسہ کے بلوہ کے مقدمہ میں ۱۲ نومبر کو سرسری پیشی ہوئی۔ اور آئندہ ۲۹ نومبر مقرر ہوئی۔

جناب قاضی امیر حسین صاحب کا بچہ بشیر احمد جسکی عمر ایکسال کے قریب تھی فوت ہو گیا۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ نعم البدل عطا کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے استقبال کے متعلق ایک منتظم کمیٹی بنائی

نظم

شہید ملت مولوی نعمت اللہ خان کی یاد

از جناب حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری

(مرسلہ برادر عبد الجمیل صاحب)

اللہ اللہ رنگ لائی ہے وفائے قادیاں — سرخرو ہو کر سدھارا خوش ادائے قادیاں

مرحبا! اے نعمت اللہ خان ذی شاں مرحبا — مرحبا! اے میرے لذت آشنائے قادیاں

ہر طرف چرچا ہے تیرا ہر طرف ہے تیری یاد — گونجتی ہے تیرے قصوں سے فضائے قادیاں

تو نے حق سے منہ نہ پھیرا ہو گیا گو سنگسار — آفریں اے شیر میدان وفائے قادیاں

استقامت ایسی ہوتی ہے یہ استقلال ہے — اس کو کہتے ہیں وفا ہے یہ وفائے قادیاں

حبذا کی دھوم پھر کرّوبیوں میں کیوں نہ ہو — عرش تک پہنچا ہے شور مرحبائے قادیاں

تو نے دھج رکھ لی ہے مستان شراب عشق کی — ہیں تصدّق میں فدا اے خوش ادائے قادیاں

کس طرح کرتے ہیں دنیا پر مقدم دین کو — تو نے یہ سمجھا دیا اے پارسائے قادیاں

آفریں اے میرے جاں باز آفریں صد آفریں
آفریں صد آفریں اے باصفائے قادیاں

تو نے سر دیکر کیا دنیا میں ہم کو سر بلند
واہ عزت بخش اربابِ وفائے قادیاں

ظالموں نے کی بھلانے کی بہت کوشش مگر
تو نہ بھولا درسِ تسنیم و رضائے قادیاں

تو نے تازہ کر دیا پھر قصہ عبد اللطیف
دیکھ لی کابل نے پھر شانِ وفائے قادیاں

ہم کو جس پر فخر بھی ہے انتہائی رنج بھی
حادثہ تیرا وہ ہے اے باوفائے قادیاں

سر دیا لیکن سلامت لے گیا سودائے سر
جان دی لیکن نہ دی آنِ وفائے قادیاں

تیرے خط کے لفظ ہیں گویا مئے عرفاں کے گھونٹ
جھومتے ہیں وجد میں ہیں باصفائے قادیاں

ایک تو قتل اور پھر تیرا یہ مظلومانہ قتل
دل پکڑ کر رہ گئے ہیں باوفائے قادیاں

کاش! مل جاتی کسی صورت تجھے یہ اطلاع
کاش! کھل جاتا یہ حال اے باوفائے قادیاں

یوں تو سارے احمدی تیرے لئے مغموم ہیں
لیکن ان سب سے زیادہ رہنمائے قادیاں

اب بصد رنج و غم و سوز و گداز و التہاب
یہ دعا کرتے ہیں اربابِ وفائے قادیاں

تجھ کو حاصل ہو وہ قربِ رحمتِ ربِ رحیم
جس کے طالب ہوں جناب پیشوائے قادیاں

تیرے سب پسماندہ پائیں نعمتِ صبرِ جمیل
سب کو حاصل ہو خلوصِ بے ریائے قادیاں

قاتلوں کو بھی خدا اسلام دے ایمان دے
دیکھ لیں ان کی نگاہیں بھی ضیائے قادیاں

ڈال رکھی ہے جو ملاؤں نے اُڑ جائے وہ خاک
آئینہ ہو حالت صدق و صفائے قادیاں

ملکِ کابل میں یہ امن و عافیت کا دور ہو
بے تکلف ہر طرف پہنچے ندائے قادیاں

جلد پوری ہو یہ مختارِ حزیں کی آرزو
پھیل جائے سارے کابل میں ضیائے قادیاں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ذکر لنڈن کے اخبارات میں

(۱)

ایک مشرقی مقدس انسان لنڈن میں

مسیحی اخبار کرسچن ہیرلڈ اینڈ سائنز آف دی ٹائمز کا بیان

اخبار مذکور اپنے ۱۱ر ستمبر ۱۹۲۴ء کے پرچے میں بعنوان بالا لکھتا ہے:-

ان لوگوں میں جو مذہبی کانفرنس لنڈن میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں۔ ایک وجود جو نہایت ہی موجب دلچسپی ہے خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ کا ہے۔ یہ سلسلہ ایک اسلامی تحریک ہے جو پچاس سال ہوئے۔ ہندوستان میں شروع ہوئی۔ خلیفۃ المسیح ۳۵ سال کی عمر کے ہیں۔ آپ کا چہرہ ہاتھی دانت کی طرح سفید ہے۔ جس کے ساتھ گھنی سیاہ ڈاڑھی اسکی خوبصورتی اور خوشنمائی کو اور بھی بڑھاتی ہے۔ وہ ایک زبردست وفد لیکر آئے ہیں۔ جو سلطنت برطانیہ کی دیرینہ مسلمان رعایا ہیں۔ اس وفد کے ایک ممبر ذوالفقار علی خان صاحب ہیں۔ جو ہندوستان کے مشہور سیاسی لیڈروں محمد علی و شوکت علی کے بھائی ہیں۔ مگر ذوالفقار علی امن کے حامی ہیں۔ اور اپنے خیالات میں اپنے بھائیوں سے متفق نہیں ہیں۔ یہ خلیفۃ المسیح کا پہلا تجربہ ہے۔ جو انہوں نے مغربی تہذیب کا ذاتی طور پر کیا ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے لنڈن میں دیکھا ہے۔ اُسے دیکھ کر وہ متعجب ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا۔ کہ آج کل کے لنڈن کے موسم کے متعلق آپ کا کیا رائے ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اس سردی اور بارش سے ذرا بھی نہیں گھبرایا۔ انہوں نے کہا۔ ہم یہاں کام کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اور بارش اور بادل کے سبب ہم اپنے کام پر پوری توجہ دے سکیں گے۔"

(۲)

"مشرق سے مقدس انسان"

مندرجہ بالا عنوان سے اخبار ڈیلی ایکسپریس اپنے ۲۳ر ستمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:-

"ان نہایت ہی شاندار اجتماعوں میں سے جو کہ لنڈن میں کبھی قائم ہوئے۔ ایک وہ شاندار مجمع تھا۔ جو کل ایمپیریل انسٹیٹیوٹ میں مذہبی کانفرنس کے افتتاح کے لئے منعقد ہوا.... حاضرین میں سے ایک نہایت ہی ممتاز صورت ہز ہولی نس (حضرت) خلیفۃ المسیح الحاج میرزا بشیر الدین محمود احمد کی تھی۔ جو کہ اسلامی سلسلہ احمدیہ کے امام ہیں۔ خلیفۃ المسیح برف کی مانند سفید دستار باندھے ہوئے تھے۔ اور آپ کے ہمراہ تیرہ سکرٹری تھے۔ جو ہندوستان سے آپ کے ساتھ آئے ہیں۔ اور جن کی دستاریں سبز رنگ کی تھیں۔"

(۳)

سلسلہ احمدیہ

اخبار "مارننگ پوسٹ" مورخہ ۲۵ر ستمبر ۱۹۲۴ء مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت لکھتا ہے:-

"سلسلہ احمدیہ کے متعلق دلچسپ تفاصیل امام جماعت احمدیہ کے مضمون میں تھیں۔ جو کانفرنس کے کل کے اجلاس میں پڑھا گیا۔ اور جس کی مختصر رپورٹ کل کے مارننگ پوسٹ میں شائع ہوئی۔ اس سلسلہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد مہدی ہونے کے مدعی تھے۔ جن کی آمد کی پیشگوئی نبی اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمائی۔ نیز ان کا دعویٰ تھا کہ میں وہ مسیح ہوں۔ جس کے ظہور کی پیشگوئی بائبل اور بعض اسلامی کتب میں کی گئی تھی۔ اور نیز میں وہ موعود مصلح ہوں۔ جس کے آخری زمانہ میں ظاہر ہونے کے متعلق قریباً ہر ایک نبی نے پیشگوئی کی ہوئی ہے۔"

اس کے آگے وہی مضمون ہے۔ جو کہ ٹائمز کے ۲۴ ستمبر ۱۹۲۴ء کے پرچہ میں شائع ہوا۔ اور جس کا ترجمہ پہلے دیا جا چکا ہے۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
الفضل
یوم سہ شنبہ ۔ قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۲۴ء

دُنیا کے مادی مرکز لنڈن میں پہلی مسجد
حضرت اولوالعزم فضل عمر خلیفۃ المسیح نے سنگِ بُنیاد رکھا

مُبارک تقریب کی روئداد

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کا اتوار دنیا کی تاریخ میں عام طور پر اور لنڈن اور احمدیت کی تاریخ میں خصوصیت سے ایک یادگاری دن ہوگا کیونکہ اس روز حضرت اولوالعزم مرزا بشیرالدین محمود احمد فضل عمر خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دنیا کے مادی مرکز (لنڈن) میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

اس مسجد کی تحریک ۱۹۲۰ء میں کی گئی تھی۔ اور اسوقت حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریک پر جماعت احمدیہ نے ایک لاکھ کے قریب روپیہ جمع کیا۔ اور لنڈن کے ایک حصہ پٹنی میں ایک مکان معہ وسیع قطعہ زمین کے خرید لیا گیا۔ اس زمین اور مکان کی خرید کا فخر مکرم چودہری فتح محمد خان سیال کے حصہ میں آیا۔ اور یہ ایک مبارک فال تھا۔ جو فتح محمدؐ کے نام سے لیا جاتا تھا۔

حضرت کو کبھی یہ خیال آتا تھا۔ کہ میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھوں۔ اور یہ پاک خواہش ان خواہشوں میں سے ایک تھی۔ جو دُنیا کی رستگاری کے لئے آنے والے لوگوں کی ہوتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک رویا مسجد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دکھائی تھی۔ جو بار ہا اخبارات اور کتب میں شائع ہوئی ہے۔ مسجد سے مراد جماعت ہوتی ہے۔ اور وہ رؤیا اپنے لفظوں کے موافق پوری بھی ہو چکی ہے۔ لیکن اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا مسجد کے ساتھ خاص تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام مسجد کی دیوار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھایا۔ اس قسم کے رویا اور کشوف کے متعدد مفہوم اور مطالب ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ ضرور ثابت ہے، کہ آپ کا کوئی خاص تعلق مسجد سے ظاہری الفاظ میں بھی ہے۔ یہ میرے اپنے ذوق کی بات ہے۔ اور واقعات اس کو ثابت کر رہے ہیں۔ غریب احمدی جماعت کا آپ کی تحریک پر لنڈن مسجد کے لئے ایک لاکھ جمع کر دینا اور غریب احمدی خواتین کا مسجد برلن کے لئے ایک لاکھ دیدینا چھوٹی باتیں نہیں۔

غرض ۱۹۲۰ء میں جس مسجد کا ارادہ کیا گیا تھا۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو اس مسجد کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت اولوالعزم نے رکھ دی۔

موسمی حالت

۱۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء کے روزانہ اخبارات لنڈن نے ۱۹ اکتوبر کے موسم کے متعلق پیشگوئی کی تھی۔ کہ یہ دن بہت عمدہ ہوگا۔ سورج نکلیگا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان اٹکل بازوں کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اپنی ہستی کا ایک کھلا کھلا ثبوت دیا۔ کہ صبح ہی سے بارش شروع ہو گئی۔ اور بارش ہوتی رہی۔ حضرت کے سامنے جب اس کا ذکر ہوا تو نہایت مطمئن قلب سے فرمایا۔ "یہ بہت اچھا ہے۔ ایسی حالت میں جو لوگ آئینگے۔ وہ اخلاص ہی سے آئینگے۔ اور انشاء اللہ یہ تقریب کامیاب ہوگی۔"

حضرت نے لنڈن کے نازک مزاج موسم کا خیال کر کے پہلے ہی حکم دیدیا تھا کہ ایک خیمہ کا ضرور انتظام رکھا جاوے۔ چنانچہ اس کا انتظام کیا گیا تھا۔ دوپہر کے بعد تقاطر میں کمی شروع ہو گئی۔ تاہم سورج نہ نکلا۔

ابتدائی تیاریاں اور مشکلات

سنگ بنیاد کی تاریخ کے مقرر کرنے میں بہت دیر ہوئی۔ قریباً چار دن پیشتر ۱۹ اکتوبر مقرر ہوئی۔ اس عرصہ میں پورے طور پر لوگوں کو واقف کرنا آسان نہ تھا۔ تاہم ضابطہ کے دعوتی کارڈ لوگوں کو بھیجے گئے۔ لیکن ان دنوں لنڈن میں پارلیمنٹ کے جدید انتخاب کی بلا نازل تھی۔ اور لوگ اس میں مصروف ہو چکے تھے۔ اور سراز پا نشاختہ دیوانہ وار اس میں مصروف تھے۔ غرض اول سنگ بنیاد کے دن موسم کی خرابی۔ اور دوسرے لوگوں کا انتخاب کے جنجال میں مبتلا ہونا۔ اور سب سے زیادہ نہایت ہی تنگ وقت میں تاریخ کا مقرر کرنا یہ ایسے امور تھے۔ جن سے پایا جاتا تھا۔ کہ یہ تقریب محض خاموشی کے ساتھ صرف چند آدمیوں میں ادا ہو گی۔ ہمارے زیر نظر نمائش نہ تھی۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے یہ سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ اور اس گھر کا سنگ بنیاد جو اسی کا نام بلند کرنے کے لئے دنیا کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لئے بنایا جا رہا ہے لیکن پھر بھی یہ خیال ضرور تھا کہ اس موقعہ پر غیر مذاہب کے لوگ آئیں۔ تو ان کو اس طریق پر پیغام حق پہنچ جائے پس مندرجہ بالا اسباب نے جمع ہو کر ہمارے ایمان کو بڑھایا۔ جب ہم نے دیکھا کہ نتیجہ خلاف توقع نکلا۔

مہمانوں کی آمد

دو بجے سے ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی اور ان مہمانوں میں مختلف حکومتوں کے نمائندے و سفیر تھے لنڈن کے بعض اکابر اور پورٹ سمتھ تک کے بعض نو مسلم اور ہندوستانی بھائی غرض مختلف طبقہ اور درجہ کے لوگ اس تقریب پر جمع ہو گئے۔ یہ ایک عجیب نظارہ تھا کہ احمدی سائبان کے نیچے انگریز۔ جاپانی۔ جرمن۔ سرون۔ زوگوسلاف۔ التھونین۔ مصری۔ امریکن۔ اٹالین ہنگرین۔ انڈین۔ افریقن سب جمع تھے۔ گویا مشرق و مغرب کو حضرت اولوالعزم نے ایک مقام پر اکٹھا کر دیا۔ اور مذہب کے لحاظ سے عیسائی۔ یہودی۔ زرتشتی۔ آزاد خیال۔ ہندو اور مسلمان سب تھے۔ اور یہ معزز مجمع دو سو سے زاید آدمیوں پر مشتمل تھا جنمیں سے بعض کے اسمار گرامی یہ ہیں:۔

سر الگزینڈر ڈریک (سابق فنانشل کمشنر پنجاب) جن کو قادیان آنے کی بھی عزت حاصل تھی۔ بحیثیت مہتمم بندوبست) میر آف لانڈسورتھ لیڈی پارک۔ مسز این سی سین آف انڈیا آفس۔ ڈاکٹر خاتون پروفیسر لی اون (سابق عبد اللہ کوئلم) ہز ایکسلنسی بیرن ہاشی معہ دختر خود سفیر جاپان۔ سفیر جرمن۔ التھونیا اور سرویا کے منسٹر زوگوسلاف کے نمائندہ موجود تھے۔ اور البانیہ اور فن لینڈ اور ترکی کے سفراء نے محبت آمیز ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے بوجہ علالت عدم شرکت کا افسوس ظاہر کیا۔ ترکی سفیر نے ایک روز قبل ٹیلیفون پر بمسرت شمولیت کا اظہار کیا تھا۔ مگر یکایک بیمار ہو جانے کی وجہ سے انکو موقعہ نہ مل سکا۔ جس کا ان کو افسوس ہے۔

انگلستان کی ہر سہ پولیٹیکل پارٹیوں کے لیڈروں نے اظہار ہمدردی کیا۔ اور بوجہ انتخاب میں دن رات مصروف رہنے کے عدم حاضری کا افسوس سے عذر کیا۔

پرائم منسٹر کا مکتوب

سر ریمزے میکڈانلڈ پرائم منسٹر نے امام اور جماعت احمدیہ کی اس مبارک تقریب پر دعوت کے لئے شکریہ ادا کیا لیکن چونکہ وہ لنڈن سے باہر تھا اُسے اس موقعہ پر نہ آسکنے کا بہت افسوس ہوا۔

غرض یہ مجمع جو دو سو سے اوپر اصحاب کا تھا۔ یہ معمولی مجمع نہ تھا موسم کی خرابی اور الیکشن میں مصروفیت اور نہایت ہی تنگ وقت میں اطلاع ہونے کے باوجود یہ احباب اس مبارک تقریب پر جمع ہوئے۔

جلسہ کا پروگرام پہلے سے مرتب کیا ہوا تھا۔

اخبار نویس اور فوٹو گرافر اور سینما والے

اس معزز مجمع کے علاوہ سلطنت کے زبردست ستون (پریس) کے متعدد قائمقام موجود تھے۔ اور یہ قائم مقام انگلستان کے اس زبردست پریس کے قائم مقام تھے۔ جو اپنے قلم کی کشش میں فی الحقیقت انگلستان کی حکومت کی باگ رکھتا ہے۔ اور جن کی تعداد اشاعت لاکھوں ہے۔ اور قریباً ایک درجن فوٹو گرافر اور سینما والے موجود تھے۔ ان کے علاوہ بعض لوگوں نے خود بھی فوٹو لئے ٭

ابتدائی کارروائی

مکان کے داخلہ کے دروازہ سے لیکر خیمہ کی سیڑھیوں تک بانات کا فرش تھا۔ اور خیمہ میں تمام مہمان جمع تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ٹھیک ۳ بجے خیمہ میں داخل ہوئے۔ نیر صاحب نے اعلان کیا۔ کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح آتے ہیں اسپر تمام حاضرین سروقد کھڑے ہو گئے۔ اور حضرت نے محبت آمیز تبسم کے ساتھ سب مردوں سے مصافحہ کیا۔ اور کچھ دیر مختلف مہمانوں سے باتیں کرتے رہے۔ پروگرام کے موافق ساڑھے تین بجے مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب درد امام مسجد لنڈن نے ایک مختصر تقریر میں مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ ۳-۳۵ منٹ پر اعلان کیا گیا۔ کہ احباب مسجد کے مقام پر چلیں۔ جہاں سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔ چنانچہ بدوں کسی خاص امتیاز اور خصوصیت کے سارا مجمع اس جگہ پر پہونچا۔ جہاں مسجد کے محراب کی جگہ حضرت نے سنگ بنیاد نصب کرنا تھا۔

سنگ بنیاد

اس مقام پر پہونچ کر حضرت محراب میں کھڑے ہوئے آپ نے تلاوت قرآن کریم کے لئے حافظ صاحب کو بلایا۔ حافظ صاحب نے واللیل اذا یغشی اور سبح اسم ربک الاعلیٰ کی تلاوت کی۔ اور اس کے بعد حضرت نے اپنا ایڈریس انگریزی میں آپ پڑھا۔ اس ایڈریس کا حاضرین پر ایک خاص اثر تھا۔ خود حضرت پر ایک قسم کی ربودگی طاری تھی۔ اس حالت کے فوٹو بعض فوٹو گرافر لے رہے تھے۔ اس ایڈریس کے پڑھے جانے کے بعد آپ نے سنگ بنیاد رکھا۔ ٹھیک اسی وقت سلسلہ کے مرکز قادیان سے ... کے نائب حضرت مولوی شیر علی صاحب کا تار جماعت کی طرف سے مبارکباد کا موصول ہوا ٭

وادی غیر ذی زرع اور لنڈن کی مسجد

حضرت نے جس وقت ہاتھ میں کرنی لی اور اس کے ساتھ اس تقریب کو شروع کیا۔ مجمع کی عجیب حالت تھی۔ جماعت کے لوگوں پر ایک کیفیت طاری تھی۔ وہ نقشہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ کہ جب مکہ معظمہ میں حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے مسجد کی بنیاد رکھی۔ جو وادی غیر ذی زرع میں تھی۔ اور خدا کا نام لینے والا نہ تھا۔ اس مسجد کی بنیاد اس ابراہیم علیہ السلام نے ... سلسلہ میں ایسی جگہ رکھ رہا تھا۔ جو اگرچہ غیر ذی زرع تو نہیں۔ مگر اپنی مادی ترقی میں مست اور مگن ہونے کی وجہ سے روحانی طور پر غیر ذی زرع ہے۔ غرض ایک کیفیت ذوق کے ساتھ اخلاص اور تقویٰ کے ساتھ اس مسجد کی بنیاد حضرت نے رکھی۔ اور اس کے بعد اس مسجد کی معموری اور کامیابی اور خدا کے پرستاروں کا پاک مرکز ہونے کے لئے آپ نے لمبی دعا کی۔ اور اس کے بعد عصر کی نماز اسی مقام پر پڑھی گئی۔ اور حضرت نے اعلان کیا۔ کہ میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ اس مسجد کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس تقریب کے فوٹو اور فلم ایک درجن کے قریب مصوروں اور سینما والوں نے لئے۔ نماز کے بعد مبارکباد کا آوازہ ہر طرف سے بلند ہوا۔ مسجد کے محراب پر وہ جھنڈا لہرا رہا ہے۔ جو حیدرآباد کے ہوم سکرٹری نواب اکبر نواز جنگ بہادر نے دیا ہے ٭ اس کے بعد مجمع پھر خیمہ کی طرف آیا۔ کہ پروگرام کے موافق چا نوشی کرے

ریفرشمنٹ کا انتظام اور معززین کی گفتگو

ریفرشمنٹ کا انتظام لنڈن کی مشہور کمپنی لی اون سے کیا گیا تھا اور نہایت عمدگی سے یہ مرحلہ بھی طے ہوا۔ مہمان بہت ہی خوش اور مسرت آمیز تبسم سے ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ اور بہت دیر تک حضرت کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ بعض نے کہا۔ کہ ہم بہت ہی خوش قسمت ہیں۔ کہ اس تقریب پر مدعو ہوئے۔ لیڈی بارڈک نے کہا۔ کہ اگر میں نہ آتی تو مجھے بہت ہی افسوس رہتا۔ ہیر آف ونڈسورتھ نے کہا۔ کہ اگر کوئی مذہب اس تقریب سے جو حضرت اقدس نے کی ہے۔ اختلاف کرے۔ تو وہ کوئی مذہب ہی نہیں۔ زدگوسلافیہ کے قائم مقام نے کہا۔ کہ وہ پہلی دفعہ ایسے عجیب خیالات کے سننے سے از بس مسرور ہوا ہے۔ غرض لوگوں نے حضرت کی درد اور اخلاص اور حقیقت میں رنگین تقریر سے بہت فائدہ اور حظ اٹھایا۔ اور احمدی سلسلہ کے وسیع خیالات ہمدردی و اتحاد سے واقفیت حاصل کی۔ جو یہ سلسلہ دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا مضمون

حضرت خلیفۃ المسیح نے اس موقعہ پر حسب ذیل مضمون انگریزی میں پڑھا۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ہو الناصر

ہمشیرگان و برادران!

آج ہم ایک ایسے کام کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ جو اپنی نوعیت میں بالکل نرالا ہے۔ یعنی ایک ایسی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے جو محض اسی ہستی کو یاد کرنے اور اس کے حضور میں اپنی عبودیت کا اظہار کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔ جو سب دنیا کی پیدا کرنے والی ہے۔ خواہ وہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں۔ اور کسی حکومت کے ماتحت بستے ہوں یا کوئی زبان بولتے ہوں وہاں جا کر ایک ہو جاتے ہیں۔ وہ ہستی وہ نقطہ مرکزی ہے جس کے حضور میں کل انسان بڑے اور چھوٹے۔ کالے اور گورے مشرقی اور مغربی کا سوال ہی نہیں رہتا۔ کیونکہ جوں جوں اس کے نزدیک چلا جاتا ہے۔ اختلاف مٹتے جاتے ہیں۔ اور اتحاد بڑھتا جاتا ہے۔ پس جس عمارت کی بنیاد رکھنے کے لئے ہم لوگ آج جمع ہوئے ہیں۔ وہ اتحاد اور اتفاق کا ایک نشان ہے۔ اور اپنے وجود سے ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ کہ ہمارا مبدأ اور مرجع ایک ہے۔ پس ہمیں آپس کے اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑنا اور فساد کرنا نہیں چاہیئے۔

اختلافات دنیا میں ہوتے ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے۔ نہ کبھی کوئی زمانہ آیا ہے۔ کہ دنیا میں اختلاف نہ ہوئے ہوں۔ اور نہ آئندہ آسکتا ہے۔ جب تک انسان ترقی کرنے کی قابلیت رکھے گا اختلاف بھی ضرور ہو گا۔ کیونکہ جس قدر ترقی دنیا میں نظر آتی ہے۔ اختلاف ہی کے سبب سے ہے۔ بلکہ اختلاف جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک رحمت ہے۔ نہ کہ نقصان وہ چیز جو چیز بری ہے۔ وہ عدم برداشت ہے یعنی۔ اتفاق کی حد سے بڑھی ہوئی خواہش۔ درحقیقت اتحاد کو کسی چیز نے اس قدر نقصان نہیں پہونچایا۔ جس قدر کہ اس امر نے کہ بعض لوگ اتحاد کے پیدا کرنے کے لئے ایسے ذرائع اختیار کرتے ہیں جو درحقیقت ان کی غرض کے بالکل خلاف ہوتے ہیں۔ اتحاد کو اس قدر اس کے دشمنوں سے نقصان نہیں پہونچا جس قدر کہ اس کے نادان دوستوں سے ٭

قوت برداشت

اگر اختلاف بری چیز ہے۔ تو برداشت کے کیا معنے ہیں۔ برداشت تو اختلاف ہی کی موجودگی میں اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ پس جس چیز کی دنیا کو ضرورت ہے۔ وہ برداشت ہے یعنی لوگ اختلاف عقیدہ اور اختلاف اصول رکھتے ہوئے پھر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے ساتھ رہیں۔ بے شک ہر ایک شخص کا حق ہے کہ وہ دوسرے کو اس امر کی طرف بلائے۔ جسے وہ اس کے لئے اچھا سمجھتا ہے۔ کیونکہ بغیر تبلیغ کے علوم کی ترقی نہیں ہو سکتی مگر جس چیز کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ دوسرے کے دل کے بدلنے سے پہلے اس کی زبان اور اس کے اعمال کو بدلنا چاہے۔ یا بعض امور میں اس سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے اس کو تکلیف دینے کی کوشش کرے ٭

بیت اللہ - بہنو! اور بھائیو مسجد اس قسم کی روح پیدا

کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔ اور اسلام نے مسجد کا نام بیت اللہ رکھا ہے۔ یعنی وہ ایسا گھر ہے۔ جس میں انسان کا حق نہیں کہ وہ آپس کے اختلافات کی وجہ سے اس سے کسی کو نکال سکے۔ یا کسی کو تکلیف دے سکے۔ کیونکہ یہ اس کا گھر نہیں۔ بلکہ خدا کا گھر ہے۔ جو اسی طرح اس کے دشمن کا خدا ہے جس طرح اس کا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہٗ

یعنے اس سے زیادہ ظالم کون ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائے جانے والے گھروں سے لوگوں کو روکے۔ اور ان کو عبادت نہ کرنے دے۔ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ یمن کے مسیحیوں کا ایک وفد حاضر ہوا۔ آپ سے باتیں کر رہا تھا۔ کہ ان کی نماز کا وقت آ گیا۔ اور انہوں نے آپ سے اجازت چاہی۔ کہ باہر جا کر نماز پڑھ لیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ باہر جا کر نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہماری مسجد میں نماز پڑھ لو۔ پس قرآن کریم کے حکم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ اسلامی مساجد کا دروازہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہے۔ اور اسلامی مساجد مختلف مذاہب کے لوگوں کو متحد کرنے کا نقطہ مرکزی ہیں ؛

احمدیہ مسجد کی غرض

اس رُوح کے ساتھ اور انہیں جذبات کے ساتھ جو میں نے اُوپر بیان کئے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے اس مسجد کے افتتاح کا ارادہ کیا ہے۔ اور پیشتر اس کے کہ میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھوں۔ میں اس امر کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ مسجد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے۔ تاکہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم ہو۔ اور لوگ مذہب کی طرف جس کے بغیر حقیقی امن اور حقیقی ترقی نہیں۔ متوجہ ہوں۔ اور ہم کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے۔ ہرگز اس میں عبادت کرنے سے نہیں روکیں گے۔ بشرطیکہ وہ ان قواعد کی پابندی کرے۔ جو اس کے منتظم انتظام کے لئے مقرر کریں۔ اور بشرطیکہ وہ ان لوگوں کی عبادت میں مخل نہ ہوں۔ جو اپنی مذہبی ضروریات کو پُورا کرنے کے لئے اس مسجد کو بناتے ہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ رواداری کی رُوح جو اس مسجد کے ذریعہ سے پیدا کی جاویگی۔ دُنیا سے فتنہ و فساد دور کرنے اور امن و امان کے قیام میں بہت مدد دیگی۔ اور وہ دن جلد آجائیگا جبکہ لوگ جنگ و جدال کو ترک کر کے محبت اور پیار سے آپس میں رہینگے اور سب دُنیا اس امر کو محسوس کریگی۔ کہ جب سب بنی نوع انسان کا خالق ایک ہی ہے۔ تو ان کو آپس میں بھائیوں اور بہنوں سے بھی زیادہ محبت اور پیار سے رہنا چاہیئے۔ اور بجائے ایک دوسرے کی ترقی میں روک بننے کے ایک دوسرے کو ترقی کرنے کے لئے مدد دینی چاہیئے۔ کیونکہ جس طرح باپ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے بچے آپس میں لڑتے رہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی کبھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کی مخلوق آپس کے جنگ و جدال میں مشغول رہے

جھگڑوں کی وجہ

درحقیقت کل جھگڑے خدا تعالیٰ سے دُوری کا نتیجہ ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اسی غرض سے دُنیا میں بھیجا ہے۔ کہ وہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کریں تاکہ باہمی اختلافات پر سے نظر ہٹ کر موجبات اتحاد کی طرف لوگوں کی توجہ پھر جائے۔ پس جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تمام انسانی جنگوں اور سیاسی جنگوں کو مٹانے میں کوشاں ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں۔ کہ ہر ملک و مذہب کے نیک دل لوگ اس کوشش میں اس کے مددگار ہونگے۔ اور اسکے آثار نظر بھی آرہے ہیں جیسا کہ اسوقت مختلف مذاہب اور مختلف اقوام کے معزز لوگوں کے اجتماع سے ظاہر ہے۔

مسجد کا کتبہ

پس وسیع توقعات اور اُمیدوں سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان (پنجاب) ہندوستان ہے۔ خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور اس غرض سے کہ خدا کا ذکر انگلستان میں بلند ہو۔ اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں۔ جو ہمیں ملی ہے۔ آج ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۳ ہجری المقدس کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس ادنیٰ کوشش کو قبول فرمادے۔ اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے۔ اور ہمیشہ کے لئے اس مسجد کو نیکی۔ تقویٰ انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے۔ اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز و نائب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے رُوحانی سورج کا کام دے۔ اے خدا ایسا ہی کر۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء

فقط ؛

ہمارا ولیم دی کانکرر (او لوالعزم)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ایک رؤیا میں دکھایا گیا تھا کہ وہ سمندر کے کنارے ایک مقام پر اُترے ہیں۔ اور انہوں نے ایک لکڑی کے کندے پر پاؤں رکھ کر ایک بہادر اور کامیاب جرنیل کی طرح چاروں طرف نظر کی ہے۔ اور آواز آئی کہ ولیم دی کانکرر۔ اس رؤیا کے پورا کرنے کے لئے آپ ۲۰ اکتوبر ۲۴ء کی صبح کو دس بجے برادرم درد اور بھائی جی اور خالد شیلڈرک کو لیکر ایسٹ بورن سٹیشن پر جا کر اترے۔ وہاں سے ایک گھوڑا گاڑی لیکر ساڑھے چار میل کے فاصلہ پر مقام پیونسی پہنچے۔ اور ہوٹل میں قیام کیا۔ کھانا کھا کر خالد شیلڈرک سے انگلستان کے حالات حاضرہ پر بہت دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ اور پھر وہاں سے خلیج پیونسی کے کنارے پر پہنچے۔ اور ایک کشتی لیکر اس مقام کی طرف چلے۔ جہاں ولیم دی کانکرر اترا تھا۔ کشتی کو چھوڑ کر آپ قریب ہی ایک مقام پر جس کا نام ایلجرسی (لنگرگاہ) ہے کھڑے ہوئے۔ گویا وہاں اُترے۔ اور اسی شکل و ہیئت میں ایک لکڑی پر (جو ایک کشتی کی تھی) دایاں پاؤں رکھ کر ایک فاتح جرنیل کی طرح آپ نے چاروں طرف نظر کی۔ بھائی جی بیان کرتے ہیں۔ کہ اس وقت آپ کے چہرہ پر جلال اور شوکت تھی۔ مگر اس کے ساتھ ایک رُبودگی ملی ہوئی تھی۔ اس کے بعد خاموشی کے ساتھ آپ نے دُعا کی۔ اس مقام کے پاس ہی ویلنٹائن نام ایک بُرج ہے جس پر ایک توپ بھی رکھی ہوئی ہے۔ پھر آپ نے نماز ظہر پڑھی۔ اور اس میں لمبی دُعا کی۔ اور زمین پر اکڑوں بیٹھ کر پتھر کے سنگریزوں کی مٹھیاں بھریں۔ اور فرمایا۔ کسریٰ کے دربار میں ایک صحابی کو مٹی دی گئی۔ تو صحابی نے مبارک فال لیا کہ کسریٰ کا ملک مل گیا اور لیکر رخصت ہوا۔ دربار ایران کو پھر وہم شروع ہوا۔ اور آدمی بھیجے کہ وہ مٹی لے آئے۔ مگر صحابہ نے واپس نہ کی۔ اور خدا نے وہ سرزمین صحابہ کو دیدی اس مبارک فال پر۔

بھائی جی اور درد صاحب نے ان سنگریزوں کی دو دو مٹھیاں بھر کر جیب میں ڈال لیں۔ حضرت اسوقت بھی دُعا میں ہی گویا مصروف تھے۔ اس مقام پر آپ نے کیا دعائیں کیں۔ گو ان کی تفصیل معلوم نہیں۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ سلسلہ کی آئندہ عظمت و شان اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلال کے واحد ذریعہ احمدیت کی کامیابی کی دعائیں تھیں جن کی قبولیت میں احمدیت کا مستقبل مخفی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کی قبولیت کے وقت کو بہت قریب کر دے۔

بھائی جی کہتے ہیں کہ جب حضرت اس سے فارغ ہوئے تو میرے دل میں ایک پُرزور تحریک ہوئی۔ اور میں نے بہ آواز بلند مبارکباد دی۔ اور بہت جوش سے پڑھا ع وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا جس سے ہے نور سارا [illegible] تین مرتبہ یہ مصرعہ پڑھا۔ حضرت اسوقت ایک رُبودگی کے عالم میں کھڑے تھے۔ اور وہ محسوس کرتے تھے کہ دعا میں مصروف ہیں۔

غرض یہ مختصر سا سفر خاص کیفیت اپنے اندر رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ وہ دن قریب کرے کہ ہمارا ولیم دی کانکرر حقیقی معنوں میں اس مقام پر نزول کرے۔ اور اسکی برکات اور فیوض سے یہ سرزمین بہرہ اندوز ہو۔

شام کو سات بجے کے قریب آپ واپس آئے۔ اور قریباً بارہ بجے تک باہر سے آئے ہوئے احباب سے مصروف کلام رہے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح کی مذہبی مسائل پر گفتگو

لنڈن میں ایک دعوت چاء پر

مسز پرل کی دعوت چاء

مسز پرل (موتی بیگم) ایک نو مسلمہ ہے جو لنڈن کے ایک محلہ میں جو ہم سے سات میل کے فاصلہ پر ہے سٹرینچ میں رہتی ہے۔ دو کنگ والوں سے بھی ملتی رہتی ہے۔ اور پٹنی کی مسجد میں بھی آتی رہتی ہے۔ اور ہمارے ہاں مختلف تقریروں پر آئی۔ مگر اسے یہ شکایت تھی۔ کہ جب میں اسلامی بہن ہوں تو میرے ہاں کیوں نہیں آتے۔ اس نے چاء کی دعوت پر حضرت اور آپ کے خدام کو بلایا۔ ۱۶ ر اکتوبر کو حضرت موٹر میں تشریف لے گئے۔ بھائی جی اور ڈاکٹر صاحب آپ کے ہمراہ گئے۔ باقی خدام بذریعہ موٹر بعد میں وہاں پہونچے۔ اس نے تھوڑے آدمی دیکھکر مخلصانہ شکوہ کیا۔ کہ تھوڑے آدمی کیوں آئے ہیں۔ میں نے تیس آدمیوں کا انتظام کیا ہے۔ حضرت نے اس کو بتایا کہ بعض لوگ ضروری کاموں کی وجہ سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ (حافظ صاحب۔ مصری صاحب اور درد صاحب اکسفورڈ گئے ہوئے تھے۔ اور حافظ صاحب سر مائیکل سے ملنے گئے ہوئے تھے عوفانی) اور بعض آتے ہیں ؞

چنانچہ جب ہم سب جمع ہو گئے۔ تو اس نے اپنا مکان حضرت کو دکھایا۔ وہ چاہتی تھی۔ کہ سب کے سب دیکھیں۔ مگر اتنا وقت کہاں تھا۔ بہر حال چاء نوشی کے بعد (جس کا نہایت فراخدلی سے سامان کیا گیا تھا) ہم اس مکان کے مختصر دیوان خانہ میں بیٹھ گئے۔ اور موتی بیگم نے کہا۔ کہ میری ایک دوست (عورت) جو بڑی تعلیم یافتہ ہے۔ کچھ دریافت کرنا چاہتی ہے آپ اس کے سوالات کا جواب دیں۔ حضرت نے بہت پسند فرمایا چونکہ ابھی وہ نہ آئی تھی۔ اس نے خود سوال کیا۔ جو وہ پہلے بھی کر چکی تھی ؞

مسئلہ کفر و اسلام پر ایک انگریز خاتون سے گفتگو

موتی بیگم :۔ کیا میں آپ کے نقطہ خیال سے مسلمان ہوں ؟

حضرت :۔ میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں۔ اب بھی کہتا ہوں۔ کہ چونکہ آپ خدا کے نبی کا اقرار نہیں کرتی ہیں۔ خدا کی نظر میں مسلمان نہیں۔ تم خود اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہو ؞

سوال :۔ بہت سے لوگ جو مسلمان ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ آپ کے نزدیک غیر احمدی مسلمان نہیں ؟

حضرت :۔ میں کہتا ہوں۔ یہ تو قرآن شریف کا فیصلہ ہے۔ جو خدا کے کسی نبی کا انکار کرے وہ کافر ہوتا ہے۔ یہ قرآن شریف کا فیصلہ ہے۔ کہ ہر شخص جو اپنے آپ کو مسلم کہتا ہے۔ وہ خدا کے سب نبیوں پر ایمان لائے۔ اور ان میں بلحاظ نبوت کے تفریق نہ کرے۔ سورہ بقر میں خدا تعالےٰ نے مسلم کے ایمان کے ارکان بتاتے ہوئے کہا۔ کہ وہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ پس مسلم کی سچی تعریف یہی ہے کہ جو تمام ان وحیوں پر ایمان لائے۔ جو خدا کی طرف سے آتی ہیں۔ تم یہ نہیں کہہ سکتی ہو۔ کہ ان کو علم نہیں۔ اور جو شخص جہالت سے کسی وحی کا انکار کرے۔ اس پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔ کیا انگلستان کے دیہات میں یا یہاں دوسرے لوگ اسلام سے واقف نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ نہیں۔ تو کیا تم ان کو کافر کہو گی یا مسلمان ؟

موتی بیگم :۔ کافر ؞

حضرت :۔ پھر یہ مسئلہ صاف ہے۔ جب ایک شخص انکار کرتا ہے۔ اور مانتا نہیں۔ خواہ کسی وجہ سے نہیں مانتا وہ کافر کہلائے گا۔ ہاں کافر کے مفہوم میں یہ بات داخل نہیں۔ کہ وہ سزا بھی ضرور پائے گا۔ سزا دینا یہ ہمارا کام نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ کسی کے انکار کی کیا وجہ ہے۔ آیا جان بوجھ کر اس نے انکار کیا ہے۔ یا جہالت اور نادانی سے یا وہ دیوانہ ہے۔ غرض اس کا بہترین علم خدا ہی کو ہے اور سزا جزا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ایک شخص اگر ناواقفی کیوجہ سے انکار کر رہا ہے۔ تو کسی سزا کا مستحق نہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ ایک شخص غلطی سے آپ کے گھر میں آگیا۔ وہ کسی چوری کی نیت یا شرارت سے نہیں آیا۔ تو آپ اس کو سزا نہ دینگی۔ کیونکہ وہ جانتا نہ تھا۔ جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کافر ہے۔ تو ہم اس کے عذاب کا سوال ہاتھ میں نہیں لے لیتے۔ لوگ غلطی سے ان دونوں باتوں کو ملا دیتے ہیں ہم ان کو یہ کہتے ہیں۔ کہ اس نے خدا کے ایک نبی کا انکار کیا ہے۔ اگر وہ مسیح موعود کا انکار اس وجہ سے کرتے ہیں۔ کہ ان کو علم نہیں۔ کہ وہ مسیح موعود اور خدا کا نبی ہے۔ تو اس ناواقفی کی وجہ سے تو وہ مستوجب سزا نہیں۔ لیکن جو جان بوجھکر انکار کرتے ہیں۔ یا غور کرنا ہی نہیں چاہتے۔ وہ اپنی لاعلمی سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ بلکہ وہ جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں۔ اسلئے وہ سزا کے قابل ہیں ؞

پس جب ہم کافر کہتے ہیں۔ تو اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ وہ عذاب دیا جائے گا۔ یہ خدا کا کام ہے۔ ہمارا نہیں۔ بہت سے ہندو۔ یہودی۔ عیسائی۔ زرتشتی ایسے ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی نہ سنا ہو۔ وہ کافر تو ہونگے۔ لیکن ہم نہیں کہیں گے۔ کہ وہ اس امر میں قابل مواخذہ ہیں۔ یہ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے راستہ میں یہ ایک مشکل ہے کہ لوگ کافر کی حقیقت سے واقف نہیں۔ اور جو ہم بیان کرتے ہیں اس کو نہ تو سمجھتے ہیں۔ نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تم خود دیانتداری سے اس شخص کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا (خواہ اس کی وجہ کچھ بھی ہو۔) مومن نہیں کہہ سکتی ہو۔ پس جب کہ تم خود کہتی ہو۔ کہ ابھی میں نے مسیح موعود کو قبول نہیں کیا۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اس کا نام کیا رکھا جاوے۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ تم نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے یا کیا !

اس پر موتی بیگم خاموش ہو گئی۔ اور اس کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس معقول بات کو سمجھ گئی ہے۔ اس نے ایک دوسری اس کو پیش کیا۔ کہ یہ میری دوست ہیں۔ آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہیں ؞

اسلام کیا ہے

مس :۔ میں اسلام سے محض ناواقف ہوں۔ کیا آپ اس کو بیان کرینگے ؞

حضرت :۔ میں اسلام کو احمدی نقطہ نگاہ سے بیان کروں گا۔ کیونکہ میرے اعتقاد میں حقیقی اسلام وہی ہے۔ جو خدا کا نبی لایا ہے۔ اور جس کو خدا نے اسی غرض سے بھیجا ہے۔ اس نے ہم کو بتایا ہے۔ کہ اسلام خدا کی کامل فرمانبرداری کا نام ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے۔ جو کہے کہ خدا کے کامل فرمانبردار نہ ہو ہر عیسائی۔ زرتشتی۔ یہودی یہی کہتا ہے۔ مگر صرف کہدینے سے کام نہیں بنتا۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس تعلیم کا اثر اور ثمر کہاں پایا جاتا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں یہ فرق ہے۔ کہ دوسرے مذاہب یہ کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ پہلے بولتا تھا۔ مگر اب خاموش ہے۔ مگر اسلام یہ کہتا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ سے اپنے بندوں سے کلام کرتا آیا ہے۔ اور اب بھی کرتا ہے۔ اس نے ہمیشہ اپنے نبیوں کو بھیجا۔ اور اب بھی بھیجا ہے۔ جو لوگوں کو راہ ہدایت دکھاتے ہیں۔ جب انسان ان کو قبول کرتا ہے۔ اور ان کا انکار نہیں کرتا۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ خدا کا فرمانبردار ہے۔ بہت سے لوگ اپنے مذہب کو اسلئے مانتے ہیں۔ کہ وہ اس گھر میں پیدا ہوئے اور ۹۹ فیصدی ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ عیسائی یا ہندو

یا مسلمان۔ اس لئے اس مذہب کو مانتے ہیں۔ کہ وہ ایسے والدین کے گھر میں پیدا ہوئے۔ مگر خدا تعالےٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو تحقیقات اور غور کے بغیر کسی مذہب کو قبول کرتے ہیں۔ یہ صرف ایک رسم و عادت ہے۔ خدا تعالےٰ یہ نہیں چاہتا۔ اس لئے وہ اپنے نبی کو بھیجتا ہے تاکہ حقیقت ظاہر ہو۔

آپ کے سامنے ایک انگور کا خوشہ ہے۔ اور تم کہتی ہو۔ کہ انگور ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ تم انگور کو جانتی ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ تم کہو کہ میں انگور کو جانتی ہوں۔ مگر جب سیب سامنے کر دیا جاوے۔ تو اسکو کہدو۔ کہ انگور ہے۔ تو یہ بات کھل جاوے گی۔ کہ تم انگور اور سیب میں تمیز نہیں کر سکتیں۔ اسی طرح ایک شخص گذشتہ نبیوں کو مانتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں خدا کے نبیوں پر ایمان لایا۔ لیکن جب دوسرا سچا نبی آیا۔ اور اس کے سامنے اس کا دعویٰ پیش کیا گیا۔ تو انکار کر دیا اور کہدیا۔ کہ مفتری ہے۔ تب معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ سچے اور جھوٹے نبی میں فرق نہیں کر سکتا۔ اور نہیں سمجھتا۔ اور پہلے کو بھی نہیں مانتا اسلئے خدا ہمیشہ نبی بھیجتا ہے۔ تاکہ انسان کی مخفی قوتوں کا اظہار ہوتا رہے۔ اسلام حقیقی معنوں میں اس مذہب پر بولا جاتا ہے۔ جو بتاتا ہے۔ کہ ہمیشہ نبی آتے ہیں۔ تاکہ حقیقت نبوت معلوم ہو اور خدا کی ہستی پر تازہ بتازہ ایمان پیدا ہو کر اس کو یقین اور معرفت کے مقام پر پہونچا وے۔

تم کہتی ہو۔ کہ ہم یسوع کو مانتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ امتحان کا وقت نہیں آیا تھا۔ اس لئے تم ایسا کہتی ہو۔ مگر جب زندہ نبی آتا ہے۔ اور اس کا انکار کرتی ہو۔ تو معلوم ہوا کہ پہلے کو بھی نہیں جانتی ہو۔

اصول اسلام

لیڈی:۔ اسلام کے اصول کیا ہیں!

حضرت:۔ ہمیشہ خدا کی مرضی کے تابع ہونا چاہیئے۔ جو کچھ خدا کہے۔ اس کی کامل فرمانبرداری کا نام اسلام ہے۔ اصول اسلام کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) خدا ہے۔ اور ایک ہی خدا ہے۔ اس پر ایمان لانا۔ دوم خدا تعالےٰ کی صفات کاملہ پر ایمان لانا۔ سوم یہ کہ خدا زندہ خدا ہے۔ اگرچہ بظاہر کوئی ایسا مذہب نہیں۔ جو یہ کہتا ہو کہ خدا مردہ ہے۔ لیکن زبان سے کہدینا اور چیز ہے۔ مگر جب اعتقادات کو دیکھیں گے۔ تو یہی معلوم ہوگا۔ کہ وہ مردہ خدا کو پیش کرتے ہیں۔ مثلاً عیسائی مذہب ہی کو لے لو۔ اوّل تو انہوں نے ایک عاجز انسان کو خدا قرار دیا۔ جس کو یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیا۔ اور عیسائیوں کے عقیدہ کے موافق وہ مر گیا۔ بلکہ تین دن جہنم میں بھی رہا اس کے علاوہ کسی عیسائی سے پوچھو۔ کہ وہ خدا جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اب کسی سے کلام کرتا ہے۔ کوئی ایسا شخص ہے۔ جو یہ کہے۔ کہ عیسائی مذہب کے طفیل سے خدا میرے ساتھ کلام کرتا ہے۔ حتیٰ کہ بشپ آف کنٹربری اور پوپ بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے۔ خدا تعالےٰ نے آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں ان سے کلام کیا۔ اور پھر مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا۔ لیکن اب کیوں خاموش ہے۔ کوئی عیسائی پادری اس کا جواب نہیں دیتا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ عملاً اور اعتقاداً وہ یہی مانتے ہیں۔ کہ خدا مردہ ہے۔ لیکن اسلام اسکی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ اسلام بتلاتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہمیشہ سے اپنے بندوں سے کلام کرتا آیا ہے۔ اور اب بھی کرتا ہے۔ اور ہمیشہ کرتا رہیگا۔ جب کہ اس کی باقی صفات زندہ ہیں۔ تو کلام کرنے کی صفت معطل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ زندہ خدا پر ایمان رکھنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس نے کلام کیا۔ اسی طرح جیسے وہ مسیح سے بولا تھا یا دوسرے نبیوں سے بولا تھا۔ اور اب مسیح موعود کے بعد بھی آپ کی جماعت میں ہزاروں آدمی اس نعمت سے حصہ رکھتے ہیں۔ اور میں خود بھی تجربہ کار ہوں۔ اگرچہ میں نبی نہیں ہوں۔ اور دوسرے نبی ہیں۔

پھر اس طرح پر خدا تعالےٰ کی طرف سے جو وحی اور الہام ہوتا ہے۔ اس پر ایمان ہو۔ اور اس بات پر ایمان ہو۔ کہ خدا تعالےٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے نبیوں کو بھیجا ہے۔ اور آخری نبی جس کے ذریعہ شریعت کو کامل کیا۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آئندہ نبوت کا سلسلہ تو جاری ہے۔ لیکن کوئی نئی شریعت نہ آئیگی۔ اور نبوت کا یہ مقام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور محبت کے بغیر کسی کو حاصل نہ ہوگا۔ اسی دروازہ سے داخل ہو کر یہ انعام ملے گا۔

اسی طرح اسبات پر ایمان ہو۔ کہ خدا تعالےٰ ہماری دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ پھر اسبات پر ایمان ہو۔ کہ اعمال کی جزا و سزا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اشیاء کے اندازے مقرر کر دیئے ہیں۔ اعمال ہم کرتے ہیں اچھے یا برے ان کے لئے ہم مجبور نہیں۔ ہم خود کرتے ہیں۔ اسلئے انکا بدلہ پائینگے۔ اعمال کے جزا و سزا کے بھی مدارج ہیں اسلام تعلیم دیتا ہے۔ کہ خدا سے محبت کرو اور اپنے [illegible] کے موافق کرو۔ کہ خدا کی تمام صفات کا ظہور تم میں ہو جاوے۔ گویا خدا کی تصویر ہو جائے۔ خدا تعالےٰ نے بائبل میں جو کہا ہے۔ کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ انسان ان اخلاق اور صفات کو اپنے اندر پیدا کرے جو خدا تعالےٰ اپنی ذات میں رکھتا ہے۔ پھر اسلام سکھاتا ہے۔ کہ تمام دنیا سے محبت کر کے اور کامل اخلاقی زندگی بسر کریں۔ پھر اسلام تعلیم دیتا ہے۔ کہ مرنے کے بعد بعث ہوگا۔ اور روح زندہ رہیگی۔ اور یہ زندگی رہیگی یہاں تک کہ وہ اس کمال کو پہونچ جاوے۔ جو اس دنیا میں حاصل نہیں ہو سکا۔ محدود زندگی غیر محدود خدا کی شان کو ظاہر نہیں کر سکتی بلکہ انسان کی دوبارہ ترقی خدا کی غیر محدود طاقتوں کو ظاہر کرتی ہے۔ اس لئے مرنے کے بعد بھی ترقی کا یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ بعض باتوں میں عام طور پر اسلام یہودیت اور عیسائیت سے ملتا ہے۔ مگر بعض میں نہیں۔ یہودیت یا عیسائیت کی اصل تعلیمات بطور ابتدائی تعلیمات کے ہیں۔ مگر اسلام نے آکر تمام تعلیمات کو کامل کر دیا۔ اور اصل حقیقت کو پیش کر دیا۔ مثلاً اسلام کہتا ہے۔ اخلاقی زندگی بسر کرو۔ دوسرے مذاہب بھی یہ تعلیم تو دیتے ہیں۔ لیکن آپ کسی گرجا میں جاویں۔ یا کسی لیکچرار کا لیکچر سنیں۔ وہ چند باتیں پیش کر کے کہے گا۔ کہ یہ اخلاقی تعلیم ہے۔ اسلام اتنا ہی نہیں کرتا۔ وہ اس اخلاقی تعلیم کی حقیقت کو بیان کرے گا۔ ان اسباب اور ذرائع کو بتائے گا جن کے اختیار کرنے سے وہ اخلاقی قوتیں نشوونما پا سکیں۔ وہ ان اثرات کو بیان کریگا جو اس سے سوسائٹی پر ہوتے ہیں۔

یہ کہدینا کہ تم سب سے محبت کرو۔ بظاہر ایک تعلیم اخلاق کی ہے۔ اور ضرور ہے۔ مگر صرف اتنا کہہ دینے سے کام نہیں چل سکتا سب سے کس طرح محبت کی جاوے۔ اس کے کیا مدارج ہونگے۔ بظاہر ایک فعل ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ محبت کا رنگ نہیں رکھتا۔ لیکن حقیقت میں وہ محبت ہوگا۔ اسلام اس تمام حقیقت کو اپنی اخلاقی تعلیم کے اندر رکھیگا۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم مدد کرو۔ صحابہ نے پوچھا۔ کہ مظلوم کی تو مدد ہو سکتی ہے ظالم کی کس طرح کریں۔ فرمایا کہ اسکو ظلم سے روک دو۔ اب ظالم کیساتھ محبت کا طریق الگ ہوگا۔ غرض ہر اخلاقی تعلیم کی تفاصیل میں جب ہم جاتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ سب مذاہب کی تعلیم کے مقابلہ میں معقول اور مکمل ہے۔ اسلام یہی بتائے گا۔ کہ کسی برے کام سے محبت نہ کرو۔

اخلاقی تعلیم

لیڈی:۔ میں نے کسی مذہب میں نہیں سنا۔ کہ ہر چیز سے خواہ وہ بری ہو یا اچھی محبت کرو۔ بلکہ اچھی باتوں سے محبت کرو یہی کی تعلیم ہے۔

حضرت:۔ یہ سوائے اسلام کے کہیں نہیں ملیگا۔ یہ تفصیل چاہتا ہے میں مختلف مذاہب کی تعلیمات بتا سکتا ہوں۔ کہ ان میں کس طرح بری باتوں کو داخل اخلاق کیا گیا ہے۔ جو نہایت شرمناک ہیں۔ بلکہ ان کو نجات کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ میں دعویٰ سے یہ بات کہتا ہوں۔ کہ اسلام کے سوا اخلاقی تعلیم کو کامل طور پر کسی مذہب نے بیان نہیں کیا۔ کیا انجیل میں ہے۔

لیڈی:۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر مذہب میں ہے۔

حضرت:۔ خیال سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہاں خیالی طور پر کسی بات کے پیش کرنے سے کچھ نہیں بنتا۔ واقعات بیان کرنے چاہئیں۔ یہ جدا بات ہے۔ کہ جب قرآن کریم نے کوئی امر بیان کیا۔ تو دوسرا بھی کہدے۔ کہ یہاں بھی ہے۔ مگر اسے اپنی کتاب سے اس طریق پر پیش کرنا چاہیئے۔ مثلاً عیسائی لوگ بعض باتیں پیش کرتے ہیں۔ جب ہم نے انکو بتایا کہ یہ مغربی خیالات کا اتباع ہے۔ تو وہ یہ اقرار نہیں کرتے۔ کہ

دیا ہوا ہے۔ اپنا ذاتی خیال کہدیتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم نے جب اخلاق تعلیم کو مکمل طور پر پیش کر دیا۔ تو بعض لوگ کہدیتے ہیں۔ کہ ہمارے مذہب میں بھی یہ بات ہے۔ لیکن جب ان سے پوچھا جاوے۔ کہ دکھاؤ کہاں بیان کیا ہے۔ تو پھر چپ ہو نا پڑتا ہے۔ اسی طرح میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ انجیل یا بائبل سے نکال کر دکھائیں ٭

میں مثال کے طور پر انجیل کی ایک تعلیم پیش کرتا ہوں۔ انجیل کہتی ہے۔ کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے۔ تو دوسری بھی پھیر دو۔ بظاہر یہ بڑی خوبصورت تعلیم معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب علم النفس پر غور کیا جاوے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تعلیم ناقابل عمل ہے۔ اور اس سے ہمیشہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسے انسان بھی ہیں۔ جو ایسے سلوک سے دلیر ہوتے ہیں۔ اور ان کی اصلاح ناممکن ہو جاتی ہے بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے۔ جو اس سلوک سے فائدہ اٹھائیں۔ دوسری طرف عمل کے معیار پر یہ کبھی بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی۔ مثلاً روزمرہ کے واقعات کو چھوڑ کر گذشتہ جنگ میں جو عیسائیوں کے درمیان شروع ہوئی کیا اس پر عمل کیا جا سکتا تھا۔ جرمن اگر ایک مقام مانگتے اور فرنچ یا انگریز کہدیتے۔ کہ نہیں۔ ایک کیا تم پیرس اور لنڈن بھی لے لو۔ بلکہ برخلاف اس کے ان کا خوب مقابلہ کیا گیا اور ان کو عملاً شکست دیدی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ تعلیم اصلاح کی قوت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتی ٭

برخلاف اس کے اسلام یہ تعلیم دیتا ہے۔ جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی الله۔ یعنی بدی کی سزا اسی قدر بدی ہے۔ اس حصہ میں تعزیر اور تادیب کے قانون کو بتا دیا۔ جو شخص بدی کرے۔ اس کو اسی قدر سزا دی جاوے لیکن اگر عفو موجب اصلاح ہو۔ تو جو شخص عفو کرتا ہے۔ اور ایسے محل پر کہ وہ موجب اصلاح ہوگا۔ تو اس کا اجر اللہ کے ہاں سے پائے گا۔ قرآن شریف نے سزا اور عفو دونوں کو محل اصلاح قرار دیا ہے۔ یعنی اگر عفو بدی پر دلیری پیدا کرتا ہے۔ اور جرأت دلاتا ہے۔ تو ایسے لوگوں جن کی اصلاح بغیر سزا کے نہیں ہو سکتی سزا دو۔ لیکن جن لوگوں کی حالت اس کے خلاف ہو۔ ان پر عفو کا اثر ہوتا ہو۔ اور وہ اس سے اصلاح پا سکتے ہیں۔ تو ان کو عفو کر کے اصلاح کا موقعہ دو ٭

یہ حقیقی تعلیم ہے۔ جو علم النفس اور اصول اصلاح کے موافق عملاً جاری ہو سکتی ہے۔ اب آپ مقابلہ کر کے دیکھیں۔ کہ انجیل کی تعلیم کو اس سے کیا نسبت۔ میں کہتا ہوں۔ کہ ایسی جامع تعلیم دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ٭

اشتہار برائے ٹینڈر

قادیان کے کارخانہ گٹ کے لئے ایک ٹھیکیدار کی ضرورت ہے۔ جو ایک سال تک کارخانہ ہذا کو پھٹہ اور روڑہ بہم پہنچائے مقدار پھٹہ کی جو ہر ماہ میں بہم پہنچانا ہوگا۔ کم از کم ۱۵۰۰ اور روڑہ کی ۸۰۰۰ ہوگی ٭

جس قدر پھٹہ اور روڑہ ایک ماہ میں خریدا جاویگا۔ اس رقم کا بل ہر مہینہ کی دس تاریخ کو ادا کر دیا جاوے گا۔ پھٹہ اور روڑہ حسب پسند لیا جاوے گا ٭

ٹینڈر دہندہ کو ضمانت پیش کرنا ہوگی۔ کہ وہ ایک سال تک پتھر اور روڑہ بہم پہنچاتا رہے گا۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گا۔ تو اسے ہرجانہ ادا کرنا ہوگا ٭

تمام درخواستیں مینیجر گٹ فیکٹری قادیان ضلع گورداسپور کے نام بھیجی جاویں۔ اس میں یہ بات وضاحت سے لکھی جاوے کہ کس نرخ پر پتھر اور روڑہ بہم پہنچائیگا۔

تمام درخواستوں کا فیصلہ ۲۳ نومبر کو ہوگا۔

جو دوست زبانی طے کرنا چاہے وہ ۲۲ کو دفتر گلوب ٹریڈنگ ایجنسی میں صبح دس اور بارہ بجے کے درمیان ملیں۔ لیکن فیصلہ آخری ۲۳ کو ہی ہوگا ٭

پتہ

مینیجر انڈین گٹ مینوفیکچرنگ کمپنی

قادیان ضلع گورداسپور

حافظ سخاوت علی احمدی پروپرائٹر

احمدیہ سراج ایجنسی شاہجہانپور

جلسہ سالانہ قریب ہے۔ اگر خدا نے شمولیت کی توفیق بخشی تو احباب یاد رکھیں۔ کہ نئی گھڑیاں جیبی و دستی اور دیواری ہمراہ ہونگی۔ احباب اپنی پرانی مرمت طلب گھڑیاں بھی لیتے آئیں۔ اور فرصت میں ہمیں دکھلا دیں۔ نیز مرمت شدہ گھڑیاں اپنی یاد کر کے ہم سے لے لیں ٭

ضرورت ہے

احمدی نوجوان قوم بوہار ترکھان پنجابی تعلیم یافتہ لاہور گوجرانوالہ امرتسر کے ضلعوں میں سے ہو۔ اور سا بقہ شادی شدہ نہ ہو۔ لڑکی نوجوان عمرہ اسولہ سال پرائمری پاس قرآن شریف پڑھی ہوئی کے لئے نکاح کی ضرورت ہے۔ ہر حسب استطاعت ہوگی۔ خط و کتابت بنام الفضل کی جاوے۔

بنام ن ۱۳۸۸

مختصر ضروری خبریں

والدہ علی برادران کا انتقال بی اماں صاحبہ والدہ مسٹر محمد علی و شوکت علی۔ ۱۳ نومبر صبح بوقت ۸ بجے رحلت فرما گئیں۔ جنازہ جامع مسجد میں پڑھا گیا۔ اور ان کی وصیت کے مطابق ان کو مرزا مظہر جان جاناں کے مقبرہ میں باجازت ڈپٹی کمشنر دفن کیا گیا ٭

گاندھی جی بمبئی کو معلوم ہوا ہے۔ کہ گاندھی جی ۱۹ نومبر کو دہلی سے بمبئی کو روانہ ہو جائیں گے۔ وہاں سے پھر پنجاب کی طرف تشریف لائیں گے ٭

شردہانند جی کا مفقود الخبر لڑکا پنڈت شردہانند صاحب کا بڑا لڑکا ہرلش چندر راجہ مہندر پرتاب کے ساتھ یورپ گیا تھا۔ لیکن بعد میں وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ اس کی بیوی سبھدرا دیوی بہت مدت کے انتظار کے بعد اس کی تلاش میں یورپ پہنچیں۔ لیکن اب وہ ناکام واپس آگئی ہیں۔ کیونکہ ان کے شوہر کا انہیں کچھ پتہ نہیں ملا ٭

ملتان میں طاعون کا زور وبائے طاعون ملتان میں بہت زور شور سے پھیلی ہوئی ہے۔ شہر کے درمیانی حصہ میں خصوصاً زیادہ زور ہے۔ ۱۔۲ وارداتیں دو دو تین تین اموات ہر روز ہوتی رہتی ہیں ٭

اکالی قیدیوں کی تعداد اخبار اکالی نے لکھا تھا۔ کہ تحریک گوردوارہ کے سلسلہ میں ۲۵ ہزار سکھ قید ہوئے تھے۔ لیکن اخبار سول لکھتا ہے۔ اس وقت کل قیدیوں کی تعداد پنجاب اور ریاست نابھہ میں ۷۵۸۲ ہے۔ اس میں سے ۵۱۸۳ تو صرف نابھہ میں ہی زیر حراست ہیں۔ اور پنجاب کے جیلخانوں میں صرف دو ہزار تین سو ننانوے ہیں ٭

پنجاب میں مسلمانوں کی نیابت ڈسٹرکٹ مسلم لیگ امرتسر نے اس مطلب کا ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ چونکہ پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں مسلمانوں کی نیابت بالکل ناکافی ہے۔ لہذا آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ان کو نیابت دیجاوے ٭

خواتین بمبئی کا جلسہ خواتین بمبئی کا ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جدید قانون بنگال کے خلاف بہت زور کے ساتھ احتجاج کیا گیا۔ نیز غیر منصفانہ گرفتاریوں کے خلاف ریزولیوشن پاس ہوئے ٭

امیر علی کی مکہ پر چڑھائی عمان کا ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ حجاز سے قطعی طور پر اطلاع ملی ہے۔ کہ شاہ امیر علی اور اس کی فوجوں نے مکہ مکرمہ پر پیشقدمی شروع کر دی ہے۔ وہابی مدافعت کر رہے ہیں۔ اور جدہ اور مکہ کے درمیان کئی مقامات بھی انہوں نے خالی کر دیئے ہیں ٭

وہابی فوج میں طاعون ۔ اخبار ڈیلی ایکسپریس کو بیت المقدس سے ایک پیغام موصول ہوا ہے۔ کہ مکہ معظمہ کی وہابی فوج میں طاعون پھیل رہا ہے ٭

(باہتمام عبد الرحمن [illegible] قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا) اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل [illegible]